## رشید احمد صدیقی

پیدائش: ۱۸۹۶ء

وفات: ۱۹۷۷ء

تصانیف: آشفتہ بیانی میری، گنج ہائے گراں مایہ، ہم نفسانِ رفتہ

# سر اقبالؔ مرحوم

**حاصلاتِ تعلّم:** اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہوجائیں گے کہ: ۱- مذاکرے/ مباحثے اور اہم موضوعات پر تقاریر سُن کر اپنا اندازِ فکر بدل سکیں۔ ۲- دفتری احکام، یادداشتیں، مختلف فارم اور امتحانی فارم وغیرہ سمجھ کر پڑھ سکیں۔ ۳- فنی اور فکری تجزیہ کر کے کسی ادبی یا علمی تحریر پر اپنی رائے دے سکیں اور متعلقہ صنف میں اس کے مقام کا تعین کر سکیں۔ ۴- کسی ادبی، علمی، سماجی یا صحافتی موضوع پر ترتیب، استدلال اور موزوں مثالوں سے مترادفات، اقوال، امثال، محاورات استعمال کرتے ہوئے کم از کم پانچ سو الفاظ کا مضمون تحریر کر سکیں۔

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم!
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

بڑی گرمی پڑ رہی تھی۔ دُور دراز کے سفر سے واپس آرہا تھا۔ علی گڑھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر اُتر رہا تھا کہ ایک عزیز نے کہا: ڈاکٹر اقبالؔ کا انتقال ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے لیے، بہت تھوڑی دیر کے لیے کچھ ایسا معلوم ہوا، جیسے پلیٹ فارم کی ہر چیز موجود تو ہے لیکن اس کی نہ کوئی آواز ہے اور نہ اس میں کوئی حرکت۔ یہ بات صرف ایک آن کے لیے تھی۔ آسیائے گردشِ ایام ایک آن کے لیے رک سی گئی لیکن فوراً ہی رواں ہوگئی۔ زندگی اپنے تمام ہنگاموں کے ساتھ رواں دواں نظر آنے لگی۔ مکان واپس آیا۔ نہ نہانا اچھّا معلوم ہوا، نہ کھانے کا جی ہوا، جیسے نفس اپنے مطالبات چھوڑ بیٹھا تھا۔ تھوڑی دیر کے لیے کمرہ بند کر کے لیٹ رہا۔

ذہن نے ماضی کے اَوراق ایک ایک کر کے پلٹنے شروع کر دیے۔ طفلی کا زمانہ یاد آیا، جب اقبالؔ کے اشعار چھُٹ پنے کی دوستی کی طرح مزے دار اور جاں نثار معلوم ہوتے تھے اور خود اقبالؔ کا یہ تصوّر تھا کہ وہ جو اشعار کہتے ہیں، اُنھی میں رہتے بستے ہیں۔ اقبالؔ کی صورت وہی ہوگی، جو میرے اپنے تصوّرات کے عمل سے پیدا ہوئی تھی۔ بہت اچھّی سی، بہت چاہے جانے والی۔

۱۹۲۵ء میں مَیں مرحوم سے ملنے لاہور گیا تھا۔ اقبالؔ کے کلام میں جو باتیں بچپن کے تجسّس میں دل چسپ معلوم ہوتی تھیں، اب تجزیے و تجربے کی زد میں ناقابل فہم معلوم ہونے لگی تھیں۔ میں صرف پڑھنے اور اپنے طور پر لطف لینے کی منزل سے گزر چکا تھا۔ اب پڑھانے کو پُر فکر و پُر لطف بنانے کا فرض عائد ہوتا تھا۔

غالبًا دن کے نو دس بجے ہوں گے، میں مرحوم کی کوٹھی پر پہنچا، کپڑے پہن کر کسی مقدمے کی پیروی میں جانے کے لیے تیّار ہو رہے تھے۔ سیاہ عُقدہ (Bow) باندھتے، کالر دُرست کرتے ہوئے برآمد ہوئے۔ گٹھا ہوا جسم، چوڑی چکلی ہڈیاں، مردانہ انداز، آنکھوں کی ساخت اور مونچھوں کی وضع کسی قدر تُورانیوں جیسی، سُوٹ بڑا اچھّا معلوم ہوتا تھا۔ مسکرانے میں آنکھوں کے گوشوں میں جُھرّیاں پڑتی تھیں جن سے ذکاوت و ملاطفت کا اظہار ہوتا تھا۔ بڑی خُوش دلی اور شفقت سے ہاتھ ملایا اور کسی قدر دیر تک ہاتھ میں لیے رہے۔

تھوڑی دیر کے لیے کمرے میں آبیٹھے۔ علی گڑھ کا حال دریافت فرماتے رہے، آواز بھاری تھی لیکن بلند ہونے کے ساتھ ساتھ زور اور صفائی بڑھتی جاتی۔ میں نے اس خوداعتمادی کے ساتھ جس میں عالمانہ اور والہانہ دونوں انداز متوازی و متوازن ہوں، کم لوگوں کو گفتگو کرتے سُنا ہے۔ یہی بات مجھے ذاکر صاحب میں ملتی ہے۔ علامہ مرحوم کی باتیں سُنیے، بہ شرطے کہ وہ بات کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو فورًا محسوس ہو گا کہ ان کی باتیں صرف زبان سے نہیں ادا ہوتی تھیں اور وہ صرف اپنے الفاظ اور فقروں پر نہیں بھروسا کرتے تھے، بلکہ وہ باتیں کہیں دُور سے اور بڑی گہرائی سے آتی تھیں۔ اُن کی گفتگو حشو و زوائد سے قطعًا پاک ہوتی تھی کہ وضاحت و جامعیت بہ جائے خُود صنایع و بدایع معلوم ہونے لگتی تھی۔ گفتگو کرنے میں اُن کی آنکھیں نصف سے بھی کچھ کم کھلی رہتی تھیں۔ البتہ جب گفتگو میں گرمی اور روانی پیدا ہو جاتی تھی تو آنکھیں پُوری کھل جاتی تھیں اور چہرے پر گرمی و روشنی جھلکنے لگتی تھی۔

اُسی دن شام کو دوسری ملاقات ہوئی۔ اتفاق سے اُس دن ایک نوجوان شاعر آ گئے جو کچھ دیر تک اپنا فارسی کلام سُناتے رہے۔ اُن کی شاعری اور لہجے دونوں پر جدید ایرانی رنگ غالب تھا۔ کچھ اور لوگ بھی آ گئے۔ نوجوان کی گفتگو میں تعلّی زیادہ تھی۔ ڈاکٹر صاحب کی مسلسل خاموشی کسی قدر بے زاری میں تبدیل ہونے لگی تھی۔ کچھ دیر تو بیٹھے رہے، اُس کے بعد اُٹھ کھڑے ہوئے، صحبت ختم ہو گئی۔

صرف دو چار اصحاب بیٹھے رہ گئے۔ اندر سے دیر میں برآمد ہوئے۔ چہرے پر اب بھی اِنقباض طاری تھا۔ تھوڑی دیر تک حقے کا ٹھہر ٹھہر کر کش لیتے رہے، اس کے بعد فرمایا، نعمت کے مطابق انسان کو ظرف نصیب نہ ہو تو نعمت،

لعنت بن جاتی ہے۔ اُس کے بعد کچھ اور لوگ آ گئے۔ اب طبیعت بہ حال ہو گئی۔ ہر ایک سے پُرسشِ حال کرتے وہ بھی اس طور پر نہیں کہ موسم اچھّا ہے یا بُرا۔ رسمی باتیں تو وہ کرنا ہی نہیں جانتے تھے۔ ہر ملنے والے سے اُس کے مشاغل اور اُس کا مقصود دُکھ سکھ سنتے۔ لوگ مرحوم کے حلقے میں معتقدین کی حیثیت سے ڈرے سہمے ہوئے نہیں بیٹھتے تھے، بلکہ محبّت اور بے تکلّفی کی فضا ہوتی تھی۔ ہر شخص مرحوم کی باتیں بڑی گہری توجّہ سے سُنتا اور خود بھی بے تکلّفی سے اپنی سُناتا۔

دوسرے دن پھر مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آج کہیں جانا نہ تھا۔ اس لیے بڑے اطمینان اور بے تکلّفی سے باتیں شروع کیں۔ اُس زمانے میں اقبال کے نظریۂ فوقُ البشر کا بڑا چرچا تھا۔ بعض باتیں میری سمجھ میں نہیں آتی تھیں، اس لیے اس پر میں نے خاص طور پر اپنے شبہات کا اظہار کیا۔ مرحوم نے بڑے ہی عالمانہ انداز سے اور انتہائی خُوش دلی اور خُود اعتمادی کے ساتھ جو اُن کی سیرت کا بڑا ہی گراں قدر پہلو تھا، اظہارِ خیال کرنا شروع کیا۔ مجھے اس وقت جو چیز سب سے عزیز اور خُوش آیند معلوم ہوئی، وہ یہ تھی کہ مشکل سے مشکل مسئلے کو مرحوم اس خوبی سے واضح کرتے تھے، ایسا معلوم ہوتا جیسے متنازع فیہ مسئلے میں کوئی کشیدگی تھی ہی نہیں۔ عالمانہ و مخلصانہ نقطۂ نظر کی یہ کرامت ہے کہ ناگہانی پیچیدگیوں اور نامعلوم مسائل کا حل بڑی آسانی سے سامنے آ جاتا ہے۔

مرحوم کو صرف شاعر سمجھ لینا یا یہ کہ اُن کے خیالات یا تصوّرات تمام کے تمام اُن کے کلام میں مقید ہو چکے ہیں، بڑی غلطی ہے۔ مرحوم کی فکر و نظر کا بہت کم حِصّہ اُن کے کلام میں منتقل ہوا ہے۔ وہ بہت کچھ جانتے تھے اور یہی نہیں، بلکہ اکثر کچھ ایسا بھی محسوس ہوا جیسے بعض بالکل ہی نئی باتیں دورانِ گفتگو میں اُن پر کسی کوشش کے بغیر منکشف ہو گئیں۔

اکثر یہ خیال آتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب جس تکلیف میں مبتلا رہ کر عالمِ بقا کو سدھارے، کاش کسی وقت میں حاضرِ خدمت ہو کر ان کے لیے وہ کر سکتا تھا، جو اُنھوں نے میرے لیے کیا تھا۔ پھر سوچتا ہوں ڈاکٹر صاحب بہت بڑے شخص تھے، ان کو مجھ جیسا معمولی شخص کیا تسکین یا تشفّی دے سکتا تھا۔ وہ خاصانِ بارگاہ میں سے تھے، ان کا خُدا سے خاص تعلق تھا لیکن اس بات سے طبیعت مطمئن نہیں ہوتی۔ میں خوب سمجھتا ہوں کہ گو معجزے کا زمانہ نہیں رہا، لیکن محبت و خلوص میں اب بھی بڑی کرامتیں پوشیدہ ہیں۔ دوسروں کی وہ کون سی تکلیف ہے، جس کو میں یا آپ محبت سے کچھ اور نہیں تو تھوڑی دیر کے لیے زائل نہیں کر سکتے۔

(ماخوذ از: گنج ہائے گراں مایہ)

# مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) ڈاکٹر اقبال کے انتقال کی خبر سُن کر مصنف کا ردِّ عمل کیا تھا؟

(ب) مصنف نے علامہ اقبال کی گفتگو کی کون کون سی خوبیاں بیان کی ہیں؟

(ج) علامہ اقبالؔ کی شخصیت اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

(د) علامہ اقبالؔ نے مصنف سے ملاقات میں کن موضوعات پر گفتگو کی تھی؟

(ہ) کون سی خصوصیت کو مصنف نے شاعر کی بڑائی قرار دیا ہے؟

(و) علامہ اقبالؔ کا کلام عام شاعروں سے کیوں مختلف نظر آتا ہے؟

سوال ۲: اس سبق کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

سوال ۳: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- مصنف کو علی گڑھ اسٹیشن پر انتقال کی خبر ملی:

(الف) سر سیّد احمد خان کے (ب) ڈاکٹر اقبالؔ کے (ج) شبلی نعمانی کے (د) اکبرؔ الٰہ آبادی کے

۲- مصنف، ڈاکٹر اقبالؔ سے ملاقات کے لیے گئے تھے:

(الف) کراچی (ب) لاہور سے (ج) پشاور (د) ملتان

۳- علامہ اقبالؔ سے مصنف کی پہلی ملاقات ہوئی:

(الف) ۱۹۲۴ء میں (ب) ۱۹۲۵ء میں (ج) ۱۹۲۶ء میں (د) ۱۹۲۷ء میں

۴- علامہ اقبال محفل سے اُٹھ کر چلے گئے کیوں کہ:

(الف) کافی دیر سے بیٹھے تھے (ب) صرف مہمان شاعر ہی بولے جا رہے تھے

(ج) وہ شاعر نوعمر تھے (د) نوجوان شاعر تعلّی سے گفتگو کر رہے تھے

۵- ”علامہ اقبال کو صرف شاعر سمجھ لینا غلطی ہے“ مضمون نگار نے یہ بات کہی ہے۔ کیوں کہ:

(الف) ان کا نثری سرمایہ بھی عظیم ہے (ب) فکر و نظر کا کم حصہ کلام میں منتقل ہوا ہے

(ج) وہ صرف بہترین شاعر تھے (د) وہ فارسی سے متعلق کم جانتے تھے

۶۔ زمانۂ طفلی میں علامہ اقبال کے اشعار معلوم ہوتے تھے:

(الف) مشکل (ب) آسان
(ج) مزے دار اور جاں نثار (د) ان میں سے کوئی نہیں

سوال ۴: درج ذیل اقتباسات کی تشریح بہ حوالہ متن کیجیے:

(الف) ''نعمت کے مطابق انسان کو ظرف نصیب نہ ہو تو نعمت، لعنت بن جاتی ہے۔''

(ب) ''معجزے کا زمانہ نہیں رہا، لیکن محبت و خلوص میں اب بھی بڑی کرامتیں پوشیدہ ہیں۔''

سوال ۵: درج ذیل الفاظ و تراکیب کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

چھُٹ پنے – تجسّس – تجزیہ – تجربہ – حشو و زوائد – گراں قدر – منکشف – عالمِ بقا

سوال ۶: ''میری پسندیدہ شخصیت'' کے عنوان پر پانچ سو الفاظ پر مبنی مضمون تحریر کیجیے۔

## سرگرمیاں

۱۔ طلبہ جماعت میں کسی عنوان پر مباحثے کا اہتمام کریں گے۔
۲۔ بینک چالان، داخلہ فارم اور امتحانی فارم پُر کرنے کا عملی مظاہرہ کریں گے۔
۳۔ سبق کے بارے میں اپنی رائے تحریر کریں گے۔

## برائے اساتذہ

۱۔ طلبہ کی سرگرمیوں کی نگرانی کیجیے اور حسبِ ضرورت ان کی مدد کیجیے۔
۲۔ مشہور اور کامیاب شخصیات پر مضامین کے مطالعے کی ترغیب دیجیے۔
۳۔ مختلف دفتری اُمور سے متعلق فارم پُر کرنے میں طلبہ کی مدد کیجیے۔